یسوع مسیح

آج ہے میلاد اقدس آفتاب صدق کا
نور افشاں کا ستارہ کیوں نہ چمکے مثل ماہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

آفتاب الصدق

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

(جلد ۴۰) ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے۔

۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء نمبر (۵۱)

نظم بتوصیف کرسمس ڈے

شاداب سبزہ زار ہے فصل بہار ہے
یہہ دن وہ ہے کہ جوش میں ہر اک نگار ہے
کوئی نہیں جو رنج و الم سے فگار ہے
ہر شخص کی زباں پہ کرسمس کا ذکر ہے
لکھ اے ثمر تو جلد کرسمس کی خوبیاں

پھولا ہوا چمن میں بھی اک لالہ زار ہے
یہہ روز وہ ہے جس پہ فدا خود بہار ہے
دل کونسا ہے رنج کا جس پر غبار ہے
یہہ دن وہ ہے کہ سال بھی اس پر نثار ہے
اس موسم بہار میں کیا انتظار ہے

پیدا ہوئے ہیں آج کے دن حضرت مسیح
اللہ نے دکھایا ہے یہہ ہم کو روز سعد
حیران ہوں کہ مانتے تم اسکو کیوں نہیں
عیسیٰ کو مان ورنہ تو پچھتائیگا عاصی
بر آئی آج تک نہ امید دلی کوئی

آمد کی جس کی دہر میں ہر سو پکار ہے
اب آسماں پہ اپنا سر افتخار ہے
حامی تمہارا حشر میں اور غمگسار ہے
یہہ چند روزہ زندگی مثل بخار ہے
مدت ہوئی ثمر کو کہ نامہ نگار ہے

نُور افشان
لودیانہ جمعہ ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء
ناظرین نُور افشان کو بڑا دن مبارک ہو
کرسمس نمبر

ناظرین نُور افشان کو بڑا دن مبارک ہو

بڑا دن جس کی آج دنیا بھر میں خوشیاں ہو رہی ہیں وہ واقعی ایک نہایت ہی خوشی کا دن ہے۔ سب سے زیادہ بالخصوص انسان کے لئے خوشی کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن پر مسیح کے پیدا ہونے کی خوشیاں کی جاتی ہیں۔ اور اصل پوچھو تو مسیح کی پیدایش ہی وہ اکیلی بنیاد اور وسیلہ ہے جس کے ذریعہ خدا کی محبت خدا کا فضل۔ خدا کی انسان کے ساتھ اور انسان کی خدا کے ساتھ مصالحت ہو جانیکا لاثانی وسیلہ ظاہر ہوا تھا۔ اور اُسیدن اُس مبارک اور عجیب تولد کے ذریعہ سے انسان کی نجات کا وہ کام شروع ہوا جس کے کرنیکا خدا نے ازل سے ارادہ کیا تھا اور آدم سے لیکر ملاکی نبی تک اُس کا وعدہ بھی کیا گیا تھا۔ سچ پوچھو تو مسیح کی پیدایش اگر نہوتی تو نجات کا کوئی کام نہوتا۔ مسیح کی پیدایش نجات کی تمام عمارت کا بنیادی پتھر ہے۔ اسی پتھر پر ساری عمارت کی تعمیر ہوئی ہے۔ اس لئے ہر مسیحی کا فرض ہے کہ فرشتوں کے ساتھ ملکر خوشی سے للکارے کہ

"دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں
جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی۔ کہ آج داؤد کے
شہر میں ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند"

کاشکہ اب سارے مسیحیوں کے دلوں میں مسیح کی پیدایش کی یاد۔ خدا کے اس بکثرت فضل کی شکرگذاری۔ اپنے گناہوں سے توبہ۔ اُس نجات دہندہ کی طرف تاکنا۔ اُس پر بھروسہ رکھنا۔ اُسکی فرمانبرداری اور تعظیم۔ اور دلی محبت آج سے از سر نو تازہ اور سرسبز اور آباد ہو۔ آج سے اس بات کا شوق ہر سچے مسیحی کے دل میں جوش زن ہو۔ اور آئندہ کو ہر نہج سے ایسی چال چلے اور ایسا کلام کرے اور ایسا برتاؤ کرے جس سے خدا کی بزرگی اور جلال ہو۔ اُسکا دبدبہ اور سطوت ہر فرد بشر پر ظاہر ہو۔ لوگ خدا کے ساتھ صلح کریں۔ اور اپنے گناہوں سے پچھتا کے اُس کے پاس آئیں۔ کاشکہ ہر مسیحی فرشتوں کے ساتھ ملکر خدا کی حمد کرتا اور یہہ کہتا ہوا ظاہر ہو کہ

"عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں
میں جن سے وہ راضی ہے صلح"

بڑا دن۔ سال میں اگرچہ طبعی طور پر سب سے چھوٹا دن ہے مگر روحانی طور پر بنی آدم کے لئے سال بھر کے تمام دنوں میں سے سب سے زیادہ خوش۔ درخشان شیریں۔ اور بہجت افزا ہے۔

ہلیلویاہ! ہلیلویاہ!! ہلیلویاہ!!!

بڑا دن نہ صرف ماضی کی یاد دہی ہے بلکہ اس سے مسیح کے ساتھ ہمارا قریبی تعلق اور زیادہ مضبوط اور گہرا اور اندرونی ہو جاتا ہے اور اس بات کی طرف اُس سے اشارہ ہوتا ہے کہ خدا نے جو یسوع ناصری کی آخری فتح اور آمد کا وعدہ کیا ہے وہ برحق اور مضبوط ہے۔

وہ جلال کا بادشاہ ہے
جسکی آمد اوّل کی یاد آج ہے

یسوع مسیح کی پیدایش دنیا کے تمام واقعات سے ہزاروں درجہ بڑھکر تجمل اور پرشان ہے۔ تہذیب معہ اپنی کل ترقیات اور برومندی کے اسکی دنیا گیر ہے۔ ساری تہذیب اور ترقی کا سہارا اور منتقل بھی ہے جو ترقی اور تہذیب اور روشن خیالی مسیح کی ... پیدایش سے آج تک ہوئی ہے وہ اپنی ماقبل ترقی اور تہذیب سے کہیں بڑھکر اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس دن سے ایک سال نو شروع ہوتا ہے مگر اس کی انتہا ابدیت ہے۔

اُس کی تمجید اب بھی ہو اور ابد تک ہوتی رہے آمین۔

مسیح کی پیدایش کا مختصر حال

مسیح کی پیدایش سے سات سو برس سے زیادہ پہلے مسیح کی آمد۔ اُسکے کام۔ نام اور اُسکی صفات اور خواص کے بارہ میں پیشخبری دیگئی تھی۔ (یسعیاہ ۷: ۱۴ - ۹: ۶ و ۱۱: ۱ - ۷ اور ۵۳) یہہ بھی پیشینگوئی کیگئی تھی کہ اُسکا مولد بیت اللحم ہوگا (میکاہ ۵: ۲) کنواری مریم پر جو ناصرہ میں رہتی تھی اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ تو دنیا کی ساری عورتوں سے افضل اور معزز ہے اور تیرے بطن اطہر سے دنیا کا نجات دہندہ پیدا ہونیوالا ہے۔ خدا کی پروردگاری اور انتظام نے بھی اس واقعہ جانفزا کی تکمیل میں حصہ لیا۔ چنانچہ رومی شہنشاہ قیصر اوگوستس نے اپنی تمام مملکت میں یہ فرمان جاری کیا کہ سارے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ اور سب لوگ اس کام کیلئے بیت اللحم میں جمع ہوں پس حسب الحکم قیصر کے یوسف بھی جو داؤد کے شاہی خاندان میں سے تھا بیت اللحم کو روانہ ہوا تاکہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ نام لکھائے تب یسوع بیت اللحم میں پیدا ہوا۔ اُس رات چرواہے باہر کھیت میں اپنے اپنے گلوں کی نگہبانی کر رہے تھے کہ ناگہان آسمانی نور اُنکے اوپر چمکا۔ اور ساتھ ہی ایک فرشتہ نے آکر بشارت دی کہ آج داؤد کے شہر میں ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔" اُسکے ساتھ ایک آسمانی فوج بھی نمایاں ہوئی اور اُسنے بھی اُس فرشتہ کیساتھ ملکر تمجید الٰہی گایا۔ فرشتہ سے ہدایت پاکر وہ چرواہے بیت اللحم میں آئے اور لڑکے کو چرنی میں پڑا ہوا پایا۔ آٹھ دن کے بعد شرع کے دستور کے مطابق اُسکا ختنہ کیا گیا اور وہی نام رکھا گیا جو فرشتہ نے اُس کے تولد سے پہلے رکھا تھا پھر یہودی شریعت کے مطابق وہ ہیکل میں لایا گیا۔ اُس وقت اُس کی عمر چالیس دن کی تھی وہ بیت اللحم میں لایا گیا اور وہاں مجوسیوں نے اُس کی زیارت کی۔ اسی دن کی یاد آج ہے جو تمام مسیحی دنیا میں بڑے شان و تجمل سے کی جاتی ہے +

فرانس اور جرمنی میں عورتیں

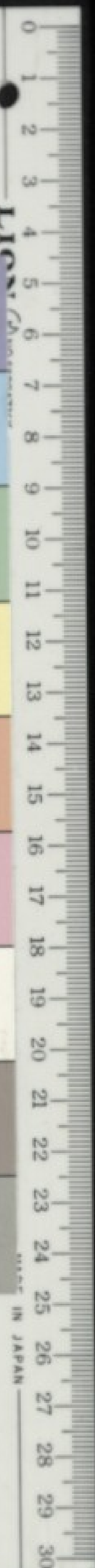
موجودہ یورپین جنگ نے پولٹکل طور پر جو تبدیلی دنیا میں پیدا کر دی ہے۔ وہ تو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسی طرح فرانس اور جرمنی کی سیول گورنمنٹ میں بھی اس نے نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اس جنگ نے بتا دیا ہے کہ جو کام مرد کر سکتے ہیں وہی عورتیں بھی کر سکتی ہیں وہ ان سے کم نہیں ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ آج فرانس اور جرمن کے شہروں کی گلیوں اور کوچوں میں عورتیں ہی عورتیں پھرتی نظر آتی ہیں۔ مستورات ہی پولیس مین ہیں۔ عورتیں ہی پوسٹمین اور ٹرین چلانے والی ہیں۔ لڑکیاں ہی لڑکوں کی بجائے اخبارات بیچتی پھرتی ہیں۔ عورتیں ہل چلاتی اور بازاروں میں سودا بیچتی ہیں۔ الغرض سارے کام عورتیں ہی کرتی ہیں۔ موجودہ جنگ کی وجہ سے ان ملکی کاموں میں ان ملکوں کے اندر مطلق فرق نہیں آیا۔ سارے کام بدستور جاری ہیں۔ تمام معمولی محکمہ جات جن میں عورتیں کام کیا کرتی تھیں بدستور سابق بھرے پڑے ہیں۔ ہر ایک قابل آدمی جو جنگ پر گیا ہوا ہے اس کی بجائے اس کی بیوی سارا کام پیچھے چلاتی ہے۔ جیسا کہ کثرت کے ساتھ سینے پرونے اور نرسنگ کا کام آج ہو رہا ہے ویسا کبھی بھی قبل ازیں نہ ہوا تھا۔ گھر کے کام میں لڑکے اور لڑکیاں پورا حصہ لے رہے ہیں۔ پیرس میں بالخصوص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر عورتوں کے لئے میونسپل تعلیم پانے کا مدرسہ بنا ہوا ہے۔ عورتوں کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے کہ وہ جنگ کے متعلق اپنی سرگرم حب الوطنی ظاہر کر سکیں اور صلح امن کی زیادہ تر مسلیم العقل حب الوطنی کے ذریعہ حسب حال اپنے آپ کو ثابت کر دکھائیں۔

انسان اور گناہ کا تاریخی تعلق

اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کی تاریخ ہی سے گناہ کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے جس کا سلسلہ آدم سے لیکر آج تک چلا آتا ہے۔ آدم اور حوا کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ان کے لئے صرف ایک ہی حکم تھا تو بھی وہ حکم جانچ تھا۔ اور ہمارے جد امجد کو اس پر عملدرآمد کرنے کا موقعہ اور طاقت بھی تھی۔ مگر پھر بھی وہ اس تابعداری کے مرحلہ میں ناکام ہی رہے۔ ان کے بعد اور طوفان کے بعد دنیا پھر خراب ہوگئی تھی۔ اور پھر بھی اس قرن کے لوگوں نے خدا کے حکم کی تابعداری اور اس کی تعظیم نہ کی۔ اس طرح رفتہ رفتہ وہ زمانہ آیا جبکہ موسےٰ پیغمبر مبعوث ہوئے۔ اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو اور زیادہ وسیع اور بہت سے احکامات کی دستاویز عنایت ہوئی۔ مگر کیا انہوں نے اس شریعت کی فرمانبرداری کی؟ ہرگز نہیں۔ وہ بھی اپنے [illegible] ہم قدم اور بزرگوں کی مثل گناہ ہی کرتے رہے چنانچہ توریت شریف اس امر کی شاہد ہے۔ اب وہی سلسلہ نبیوں کا زمانہ آتا ہے۔ اس میں بھی اس قوم کی یہی حالت تھی۔ اور نبیوں کی کتابیں اس امر کی کافی شہادت موجود ہے۔ یہی حالت ہم خداوند مسیح کے زمانہ میں دیکھتے ہیں کہ اگرچہ اس زمانہ کے فقیہہ اور فریسی نہایت ہی پاکباز اور متقی و پرہیزگار ہونے کا دعوے کرتے تھے۔ تو بھی خداوند مسیح کو یہ کہنا پڑا کہ "اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے" یعنی نجات کے لئے ایک ایسی راستبازی کی ضرورت ہے جو فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ ہو۔ اگر ہم بائبل کی اس تاریخ سے قطع نظر کرکے ہر قدیم مذہب کے متعلق انسان اور گناہ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نجات کے لئے انسان کی راستبازی سے بڑھکر راستبازی کی ضرورت ہر قوم اور مذہب اور ہر زمانہ میں محسوس ہوتی رہی۔ اور ایک ایسی راستبازی کی انتظاری اور آرزو رہی ہے جو کہ کامل اور کافی راستبازی اور فوق الانسان راستبازی ہو۔ اور وہ راستبازی سے محسوب کیا جائے۔ ایک خارجی اور اعلیٰ راستبازی ہی کے ذریعہ سے جو محض فضل کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہ فضل خدا کا فضل ہو۔

فضل ایک ہے نہ کہ متعدد

ہر شخص کا ذاتی تجربہ اور شہادت اس امر پر ہے کہ ہمارے فضل سے رہائی نہیں ہوسکتی۔ مگر خدا ہی کا فضل ضروری اور کافی ہے۔ جس شخص کے اندر اس قسم کی خواہش اور تحریک پیدا ہو اور جو طالب ہے اس راستبازی کا تلاشی ہو جس سے نجات مل سکتی ہے۔ اور اس فضل کا امیدوار ہو جو خدا کا فضل ہے۔ تو سمجھنا چاہئے کہ وہ شخص آسمان کی بادشاہت سے دور نہیں ہے۔ اس پر آفتاب صداقت طلوع ہونے والا ہے۔ اس امر کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ "خدا مغروروں کا سامنا کرتا ہے۔ مگر فروتنوں کو فضل بخشتا ہے"۔ جو شخص اپنی نیکی اور دیگر بھلے کاموں پر بھروسہ کرتا اپنی عقل کو ہی اپنا راہ نما سمجھتا اور خدا کے فضل کو ہیچ سمجھتا یا اس کی مطلق ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا وہ



آخرکار خطا کھائے گا۔ خدا اس کا مقابلہ کرتا ہو اور بالمقابل کھڑا ہوکر اس سے اپنی شریعت کا مطالبہ کرے گا۔ اور کوڑی کوڑی کا حساب لیگا۔ اس لئے خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ "جب تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ میں ہے اس سے جلد صلح کر لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی تجھ کو منصف کے حوالہ کر دے اور منصف تجھ کو سپاہی کے حوالہ کر دے اور تو قید خانہ میں ڈالا جائے۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دیگا۔ وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا" پس خدا کا فضل وہ شے ہے۔ جو انسان کو فروتنی سے ملتا ہے۔ جس کو حاصل کر کے آدمی منصف کے حوالہ نہیں کیا جاوے گا۔ اور نہ اس کے قید میں پڑنے کی نوبت آئے گی۔ بلکہ وہ موت سے گزر کر ہمیشہ کی زندگی میں پہونچیگا۔ خدا کا فضل نہ صرف نجات کے لئے ہی ضروری اور لابدی ہے۔ بلکہ جب تک انسان زندہ ہے تب تک اس کی ہر بات میں ضرورت اور اشد ضرورت ہے۔ جب شیطان نے خداوند مسیح سے کہا "اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بنجائیں" تو خداوند مسیح نے کیا فرمایا؟ یہ کہ "لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہیگا۔ بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے" مطلب یہ ہے کہ انسانی اور جسمانی زندگی کا موجود رہنا اور بحال رہنا ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ لازمی ہے۔ اسی طرح انسانی اور روحانی زندگی کا دارومدار بھی اس کلمہ رحمت پر ہے جو اس سے نکلا اور دنیا میں آیا۔ جس طرح محض روٹی انسانی جسمانی زندگی کا موجب نہیں ہے۔ اسی طرح انسانی روحانی زندگی انسان کی اپنی راستبازی اور نیکی کا موجب نہیں۔ پس خدا ہی فضل ہر دو جہاں میں انسان کی زندگی اور خوشی کا موجب ہے۔

لیکن وہ فضل کیا ہے؟

{ایک عالم کا قول ہے کہ دنیا نہیں جانتی کہ فضل کیا ہے۔ فضل ترس کھانا نہیں ہے۔ فضل نہ تو نازبرداری نہ فروتنی ہے۔ برداشت کرنا بھی فضل نہیں ہے۔ فضل خدا کی ایسی بیحد صفت ہے۔ جیسی اس کی قدرت اور دانائی بیحد ہے۔ فضل اپنے آپ کو راستبازی میں ظاہر کرتا ہے۔ فضل میں وہ راستبازی ہے جس کی بنیاد کفارہ یا عوضیت پر ہے اور سارے نوشتوں میں فضل کی سنہری ڈوری اور کفارہ کی سرخ رسی پروئی ہوئی ہے۔ ان دونوں لڑیوں سے ہمارے یعنی انسان کے لئے وہ راستبازی ظاہر ہوتی ہے۔ جو آسمان سے اترتی ہے۔ یہ حقیقت کہ مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اس سوال کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ آیا نجات فضل سے ہے یا نہیں۔ پولوس رسول استدلال کرتا ہے کہ "اگر راستبازی شریعت سے ہے تو مسیح بے فائدہ موا"۔ اگر انسان خود ہی اپنے آپ کو غضب الہی سے بچا سکتا ہے۔ تو مسیح کا کفارہ فضول ہے اور خدا کی محبت کا اظہار کسی صورت سے ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ہم دلیری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گناہ سے ہلاک ہوتے ہوئے انسان کے لئے خدا میں محبت کا نام و نشان ہی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا محبت ہے۔ پس مسیح کا کفارہ ایسی ضروری چیز ہے جو نہ صرف خدا کی محبت کا اظہار ہی ہے۔ بلکہ اس سے وہ فضل ظاہر ہوتا ہے جس کے وسیلہ سے کل بنی آدم نجات پا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک ایمان لانے والے کی راستبازی کے لئے مسیح شریعت کا انجام ہے۔ کیونکہ اس کی معموری سے ہم سب نے پایا۔ یعنی فضل پر فضل۔ اس لئے کہ شریعت تو موسے کی معرفت دی گئی۔ مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہونچی"۔

خدا کا کلام زندہ کلام ہے

{بائبل میں جو بیان خدا کے کلام کی بابت آیا ہے۔ وہ فانی انسان کے لئے ایسا پرمعنی اور ضروری ہے۔ کہ شاید اس کے برابر کوئی اور حقیقت نہیں ہے۔ اور یہ بیان پاک کلام میں بکثرت اور مفصل پایا جاتا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ چند ایک کا ہم ذکر کرینگے۔ جن سے یہ حقیقت واضح اور لائح ہو جائیگی۔ خدا کا کلام زندہ کلام ہے۔ کلام الہی میں دو قسم کے کلام کا ذکر ہے۔ یعنی کلام مجسم اور کلام تحریری کا اور یہ بات دونوں طرح کے کلام پر عجیب طور سے صادق ... آتی ہے۔ چنانچہ فلپی ۲: ۱۶ میں لکھا ہے "زندگی کا کلام" یہی الفاظ۔ یوحنا ۱: ۱ میں بھی آئے ہیں۔ جہاں یہ الفاظ مسیح یسوع کی بابت یعنی کلام مجسم کے بارے میں مذکور ہے۔ مگر حوالہ اول میں لکھے ہوئے کلام سے مراد ہے۔ یعنی وہ کلام جو بولا گیا۔ اور بعد میں لکھا گیا۔ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ کلام اور کلام مجسم دونوں ایسے طور پر آپس میں مشابہ بیان ہوئے ہیں کہ صاف طور پر یہ امر معلوم کر لینا کچھ آسان نہیں ہے۔ کہ یہاں کس کلام سے مراد ہے جو بات تحریری کلام کے بارے میں کہی گئی ہے۔ وہی کلام مجسم کے بارے میں بھی فرمائی ہے۔ اور جو صفات کلام مجسم سے منسوب ہوئے ہیں وہی کلام تحریری سے بھی منسوب ہوئی ہیں۔ اس مشابہت کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہر دو قسم کے کلام سے اس نادیدنی خدا کا اظہار ہوتا ہے جو

فہم سے باہر اور ادراک اور احساس انسانی سے بعید ہے۔ جس طرح سے انسان کا بولا ہوا کلام اس کے مخفی فی الذہن خیالات کو جن تک انسان کی رسائی ناممکن ہے۔ دوسرے انسان پر ظاہر کر کے اُس تک پہونچا دیتا ہے۔ اسی طرح خدا کا یسوع مسیح جو خدا کا کلمہ ہے۔ اور جسم انسانی میں ظاہر ہوا اور وہ کلام جو بولا گیا اور انجیل میں تحریر ہوا ہے۔ ہر دو اُس نامعلوم نادیدنی خدا کے علم کو انسان تک پہونچا اور ظاہر کر دیتا ہے۔ جس تک کسی فرد بشر کی رسائی نہیں۔ خداوند مسیح کا یہ قول قابل غور ہے "جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" اور پھر یہ کہ "میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں" (یوحنا ۱۴: ۹ و ۱۱) پھر عبرانی ۴: ۱۲ میں مسطور ہے کہ "خدا کا کلام زندہ اور موثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے" صاف ظاہر ہے کہ یہاں اس کے لکھے ہوئے کلام سے مُراد ہے۔ مگر عین اگلی آیت ہی میں اُس سے وہ اوصاف متصف کئے گئے ہیں جو شخص کے ہوتے ہیں۔ یعنی وہ انسان کے "دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ اور اس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں۔ بلکہ جس سے ہم کو کام ہے۔ اس کی نظروں میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں"۔

ان اور دیگر اسی قسم کے مقامات سے اظہر من الشمس ہے کہ خدا کا کلام "زندہ" کلام ہے۔ یہ نہایت ہی قابل غور اور فکر بات ہے اور ضرور ہے کہ ہم اس پر غایت درجہ کی ژرف نگاہی اور دوربینی سے ملاحظہ کریں کہ خدا کے کلام کا ذکر اس طرح پر کیوں کیا گیا ہے؟ کس معنی اور صورت سے وہ زندہ کلام ہو سکتا ہے؟ اور ساتھ ہی اس حقیقت پر بھی سوچنا لازم ہے کہ جس کے پاس وہ کلام ہے اس کو وہ زندہ کر سکتا ہے۔ اور ایسے زندہ کلام ہی کی انسان کو سخت ضرورت ہے۔ وہ زندہ کلام انجیل ہے۔

دعا

یہ ایک دعا اُس پروردگار عالم کے دربار میں موجودہ جنگ یورپ کے بند ہو جانے کے لئے ہمارے ایک معزز اور مکرم مسلمان بھائی اڈیٹر رسالہ نظام۔ کودیانہ کی جانب سے جو نہایت صدق دل اور جذبہ المدردی سے لکھی ہوئی ہے ناظرین کو لازم ہے کہ سب اس کے ساتھ مل کر کہیں آمین۔ اڈیٹر

اثر فلک سے اُتر آ ذرا خدا کے لئے
کہ ہم نے ہاتھ اُٹھائے ہیں اب دعا کیلئے

اے عاجزوں بے کسوں اور بیچاروں کے آڑے وقت میں کام آنے والے خدا! اے رانڈوں اور بیکسوں کی آہ و زاری کو اپنی رحمت سے قبولیت میں ڈال لینے والے رحیم۔ اور اے اصحاب الفیل پر لشکر ابابیل کو نصرت دینے والے توانا۔ دیکھ تیری درگاہ بے نیازی میں آج تمام برطانوی رعایا کے ہاتھ دعا کے لئے کھڑے ہیں۔ چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ سے لیکر توپ کی گرج تک کو یکساں ہمیشہ سننے والے پروردگار تجھ میں تمام طاقتیں موجود ہیں۔ اپنی عظمت و جلالت کے صدقے اپنی سطوت و جبروت کے طفیل اور سب سے بڑھ کر اپنی غریب نوازی کے تصدق تُو نے جو ایک ضعیف جسم میں اس قدر توانائی بھر دیتی ہے۔ کہ وہ ایک لشکر بے قیاس پر یکہ و تنہا تاخت و تاراج کرتا ہوا غنیم کے چھکے چھڑا دیتا ہے۔ اپنی رحمت کو کام فرما۔ اور ان بیشمار بڑھوں۔ بچوں اور عورتوں کی دعائیں میں اثر دے۔ جن کے بھائی۔ بچے اور خاوند اپنے ملک اور تاجدار کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے ہند کی پیاری زمین کو خیرباد کہہ کر مرگ زار یورپ میں اس حریت کش اور صداقت سوز سلطنت کا مقابلہ کرنے کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ جس نے ہزارہا باشندگان بلجیم اور فرانس کو آوارہ و بے خانمان کر دیا جن کے دست تظلم سے عالیشان عمارتیں جلکر خاک سیاہ ہو گئیں۔ دارالعلوم مسمار ہو گئے۔ اور گرتے ہوئے معبدوں نے جرمن خونریزی کی شہادت دی۔ دیکھ کس عاجزی اور انکساری سے ہم تیری درگاہ میں دست بستہ کھڑے ہیں۔ ذرا اپنی شان رحیمی کے تصدق میں خلوت خانۂ تقدس سے جھانک کر دیکھ۔ اور ہماری حالت پر رحم فرما۔ اے عیسائیت کے خدا دیکھ کہ تیرے معبدوں کی بے حرمتی کن وحشیانہ طریقوں سے ہو رہی ہے۔ مسمار ہوتے ہوئے گرجا گھروں کی صلیبیں خاک نیاز پر گر کر جرمنی کے ظلم و ستم کا اظہار کر رہی ہیں۔ اگر اب بھی تیری جلالت کے سمندر میں زبردست رحمت کا طوفان پیدا نہ ہوا تو یاد رہے کہ عیسائیت کے سراپا تقدس معبدوں کی حفاظت اور اقامت سخت مشکل ہے۔

تجھے مختلف ناموں سے پکارنے والے باشندے آج ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر تیری درگاہ بے نیازی میں عاجزی سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اُن کی موجودہ حالت زبان حال سے کہہ رہی ہے

سے



خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

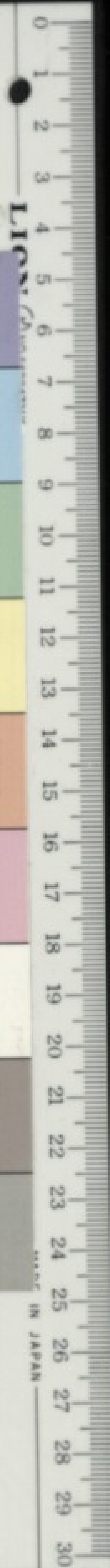
ان کی لاج رکھو ہے۔ اور نیچری مذہب کے مقلدوں کو ان پر خندہ زنی کرنے کا موقعہ نہ دے تو نے اپنی آسمانی کتابوں میں کہہ دیا ہے کہ میں کسی شخص (جو میری درگاہ میں صدق دل سے دعا کرے) کی درخواست کو مسترد نہیں کرتا۔ بلکہ جس وقت کوئی حاجتمند شخص میری درگاہ عاجزی کرتا ہے تو میری رحمت کے دروازے خودبخود کھل جاتے ہیں۔ اور قبولیت یا اجابت سچے دل سے نکلی ہوئی دعا کو اپنے پاک اور بے لوث دامن میں ڈال لیتی ہے اگر یہودیوں مجوسیوں۔ نیچریوں کو تو نفرت سے ہم آغوش کرتا ہے۔ تو کیا حق پرستوں اور تیرے سچے پرستاروں کے لئے کوئی اُمید نہیں۔ ہاں ہے اور ضرور ہے۔ مگر ہماری کمزور آہیں شاید اس قابل نہیں کہ دربار ذوالجلال سے ٹکرائیں۔ اور اجابت کی پاک اور لطیف ہستی کو بے قرار کر دیں۔ خیر ہم آخر ہی کی منت کئے لیتے ہیں۔ اخرا۔ خدا کے لئے۔ کبریا کے لئے۔ ذرا نیچے اُتر آ۔ اور ہماری عاجزانہ دعاؤں سے لپٹ جا۔ بڑھتہ ہو جا۔ تاکہ وہ شرف قبولیت حاصل کر سکیں۔ پس، ہماری آخری دعا ہے۔ کہ اے خدا ہمیں ان سفاک ظالموں پر فتح دے۔ جن کی بندوقوں کی تیز سنگینوں نے تہذیب۔ آزادی اور حُریت کے سینے میں بھی ناسور ڈال دیئے ہیں۔ جن کی صداقت سوز اور حریت کش کارروائیوں نے کارخانہ عالم میں ایک تماشائے عظیم برپا کر رکھا ہے۔ کہیں اس فتنۂ محشر کو اپنی عظمت کے صدقے پردۂ عفو میں ڈھانپ لے۔ چھپا لے۔ کہ اس کے مہیب اور جانکاہ نظارہ سے ہماری جان نکلی جاتی ہے۔ دیکھ۔ ایک یتیم ہی نہیں جو اس کے جور و ستم سے نالاں ہے۔ بلکہ تمام دنیا کا دل اُس کی طرف سے خون ہو رہا ہے ٥

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دینگے بت کہ بندوں کا خدا کوئی نہیں۔

برہما میں کرن فرقے کے مسیحیوں کا شمار ۱۳۰۰۰ ہے پہلا پروٹسٹنٹ مبشر جس نے اس ملک میں ۱۸۲۸ء میں بپتسمہ پایا تھا۔ اس کا نام کو تھلبیو تھا۔ کرن مسیحیوں کی کلیسیا کا لب و لہجہ یہ ہے۔ کہ اکثر وہ سلف سپورٹ ہیں۔ اور آئندہ سلف سپورٹ ہونے کی سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں ۱۹۱۱ء میں اس کلیسیا کے درمیان ۶۵۰۰۰۔ روپیہ کا نقد اور اجناس چندہ ہوا۔ اس چندہ میں ۱۲ ہزار سو گریاں چاولوں کی بھی تھیں۔ دیہاتی مدارس کی خاطر انہوں نے ۱۵۶۰۰ روپیہ فراہم کیا تھا۔ شہر بسین کا ہائی سکول بالکل سلف سپورٹ ہے۔ اور انہیں کے روپیہ سے چلتا ہے۔ گورنمنٹ نے اس کے متعلق ۹۰۰۰ روپیہ امداد دی تھی۔ اور بپٹسٹ مشن نے ایک مشنری کی تنخواہ کا ایک حصّہ دیا تھا۔ اس وقت اس کا کل سالانہ خرچ ۲۶۰۰۰ روپیہ کا تھا۔ سچ ہے خدا اُس کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرتا ہے یہ ہندوستانی مسیحی کلیسیاؤں کے لئے ایک نمونہ ہے۔

کاگ کا درخت ایک قسم کے بلوط کے درخت کی شکل ہے۔ اس میں بھی عنقریب اسی قسم کے دانے لگتے ہیں جیسے بلوط کے درخت میں لگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں یہی ایک درخت ہے جس میں سے اگر کچھ کاٹ لیا جائے تو اُس کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ یہ درخت مدت تک زندہ اور قائم رہ سکتا ہے۔ بالخصوص ملک ہسپانیہ میں بکثرت اُگتا ہے۔ بارسلونا کے قرب و جوار میں نہایت ہی نہایت ہی عمدہ قسم کا کاگ کا درخت ہوتا ہے۔ ہسپانیہ میں کاگ بنانے کے قریباً ۹۰۰ کارخانے ہیں جن میں چالیس ہزار آدمی کام کرتے ہیں ۱۹۱۲ء میں ۸۰۰۰ ٹن کاگ تیار ہو کر فروخت ہوئے تھے۔ ہسپانیہ سے انگلستان کو ۲۸۰۰۰۰ پونڈ کے کاگ گئے تھے۔ کچے کاگ ڈاٹ کے علاوہ اور بھی کاموں میں مستعمل ہوتے ہیں

ڈاکٹر کیری صاحب جو ان مشنریوں میں سے بہت ہی پرانے ہیں جو ابتدا میں ہندوستان کو بھیجے گئے تھے ایک ہیں۔ ان کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ موچی یعنی کفش ساز تھے۔ جب وہ ہندوستان میں آئے تو خدا کی محبت سے بھرے ہوئے شہر بشہر اور دہ بدہ منادی کرتے پھرتے تھے۔ ایک دن ان کا کوئی دوست ان کے پاس آیا اور بولا مسٹر کیری۔ میں تمہارے ساتھ بڑی سنجیدگی سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر کیری نے کہا اچھا وہ کیا بات ہے؟ اس دوست نے جواب دیا تم منادی کر کے جیسا کہ تم کر رہے ہو اپنے روزمرہ کے کام میں غفلت کرتے ہو۔ اگر تم اپنے کام میں زیادہ دل لگاؤ تو بہت جلد ترقی کر جاؤ گے۔ اور کامیاب ہو گے۔ مگر بات تو یہ ہو کہ بس تم اپنے کام سے غفلت کر رہے ہو۔ ڈاکٹر کیری نے جواب دیا کیا میں اپنے کام سے غفلت کرتا ہوں؟ میرا کام خدا کی بادشاہت کو ترویج دینا ہے۔ میں جوتیاں صرف اسی لئے گانٹھتا ہوں کہ اس سے میرا خرچ چل جائے۔"



آج

آج نجات کا دن ہے۔ آج قبولیت کا وقت ہے۔

کیونکہ

آج تمھارے لئے ایک نجات دینیوالا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔

اس لئے

آج اگر تم اُس کی آواز سنو تو اپنے دِلوں کو سخت نہ کرو۔

وہ فرماتا ہے

آج مجھے تیرے گھر رہنا ضرور ہے

سو

آج اس گھر میں نجات آئی

لہذا

آج تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔

واعظ

مراسلات

تجسم کا گیت

عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔ اور زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔

لوقا ۲: ۱۴۔

خداوند یسوع مسیح جب مجسم ہوا تو فرشتوں نے گیت گایا۔ گڈریوں نے کم از کم اس گیت کے کورس کو یاد رکھا۔ اور ہم تک پہونچا دیا۔ ہم ہر سال خداوند کے تجسم کی یاد میں اس کورس کو گاتے ہیں۔ مگر کیا ہم اس کے پورے مطلب کو سمجھتے ہیں؟ آؤ ہم تھوڑی دیر کے لئے اس پر غور کریں۔ اور اس میں جو گہری باتیں چھپی ہوئی ہیں ان کے سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۱) عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔ یونانی متن میں لفظ عالم بالا جمع میں ہے۔ "بالاترینوں میں" پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم بالا ایک نہیں بلکہ بہتیرے ہیں۔ ہمارے خداوند نے کہا کہ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں" یوحنا ۱۴: ۲۔ سو عالم بالا یا اوپر کے مکان بہت سے ہیں۔

پھر ایک اور بات دیکھو۔ متن کے مطابق "بالاترینوں میں خدا کی تمجید ہو" لفظ بالاترینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بالائی مکانوں میں سے بہت سے مکان بالاترین ہیں۔ اگر کسی شاہی محل کے ساتھ باپ کے گھر کی تشبیہ دی جائے تو اس محل میں نہ فقط بالائی منزلات ہونگی بلکہ ایک منزل ایسی ہوگی۔ جو سب سے اوپر ہے۔ اس منزل کے مکانات کو بالاترین مکانات کہیں گے۔

اب دیکھو جسمانی عالم کے مقابلہ میں روحانی عالم بالا ہے۔ پھر روحانی عالم میں مختلف درجے۔ یا منزلات ہیں۔ پھر ان میں سے بعض درجے یا منازل بالاترین ہیں۔ فرشتوں کے گیت میں انہی بالاترین جگہوں کا ذکر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ بالاترین مکانات کن کے لئے ہیں؟ اس کے جواب میں میں ادب سے کہتا ہوں کہ یہ بالاترین مکانات انسان کے لئے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ جو خدا کی صورت پر ہے وہی بالاترین مکانوں میں رہنے کا حق رکھتا ہے۔ فرشتگان پاک بیشتر ہیں مگر وہ خدا کی صورت پر پیدا نہیں کئے گئے۔ اس لئے وہ بالائی مکانوں میں تو رہتے ہیں۔ مگر بالاترینوں میں پہونچ نہیں سکتے۔ بالاترین مکان فقط انسان کے لئے مخصوص کئے گئے۔

"بالاترینوں میں خدا کی تمجید ہو" متن کے لفظ کے معنے تمجید و جلال دونوں کے ہیں۔ فرشتگان جو پاک مخلوق ہیں۔ ان سے خدا کا جلال بھی ہو رہا تھا تمجید بھی ہو رہی تھی۔ مگر انسان جس کو خدا نے اپنے جلال کے لئے پیدا کیا۔ اس سے نہ اس کا جلال ہوتا تھا اور نہ تمجید۔ اب خداوند یسوع کے پیدا ہونے سے انسان سے خدا کے جلال اور تمجید کا امکان ہوا۔

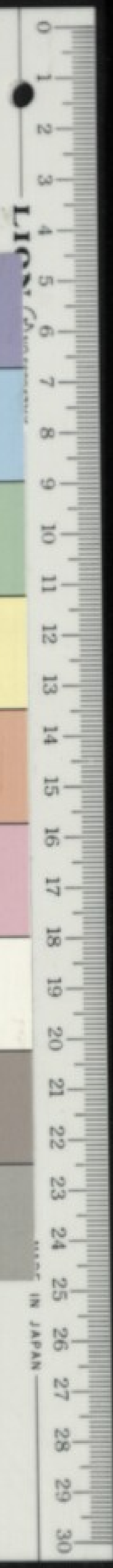
اب ذرا تصور کی نگاہ سے اس بڑے اور عظیم الشان محل کی طرف دیکھو۔ اس کی ہر منزل نور و تجمل سے معمور ہے۔ ہر منزل سے حمد و ستائش کی آواز آرہی ہے۔ مگر جو سب سے اوپر کی منزل ہے اس کے مکانوں میں نہ نور ہے نہ تجمل ہے نہ حمد و ستائش کا راگ ہے جس طرح بڑے بڑے شہروں میں ان دنوں بجلی کی تار کا ایک بٹن دبا دیا جاتا ہے اور بڑے بڑے محل یکے بیر روشن ہوجاتے ہیں اسی طرح مسیح کی پیدائش سے گویا کسی نے بجلی کا بٹن دبایا اور باپ کے گھر کے بالاترین مکانات ایکبارگی خدا کے جلال سے منور ہوگئے۔ اب وہاں اس کے باشندے داخل ہونگے۔ اور خدا کی تمجید سے ان مکانوں کو معمور کرینگے۔ اس لئے فرشتوں نے گیت گایا "بالاترینوں میں خدا کی تمجید ہو"۔

(۲) زمین پر آدمیوں میں صلح۔

اس جملے کا مطلب ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں سو اس پر بہت بیان کرنے کی ضرورت نہیں جب تک زمین پر صلح نہ ہو تب تک بالاترین مکانوں میں خدا کی تمجید نہیں ہو سکتی۔ سو خداوند یسوع صلح کو لے کر زمین پر آتا ہے۔ پہلے تو خدا اور انسان میں صلح کی ضرورت تھی۔ وہ اپنی جان دے کر اس صلح کو قائم کرتا ہے۔

دوئم۔ انسان اور انسان میں صلح کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ہابل کے دنوں سے بھائی بھائی کے خون سے زمین کو بھگو رہا تھا یسوع نے اپنا خون بہا کر انسان کے درمیان بھائی کے ہاتھ سے بھائی کے خون کا بہانا موقوف کیا جو سچ مچ اس کی عجیب محبت کو محسوس کرتا ہے۔ وہ کسی شخص سے نفرت نہیں رکھ سکتا۔ وہ ہر ایک سے چاہے کسی قوم کا کیوں نہ ہو مسیح میں اپنا بھائی سمجھ کر بغلگیر ہوتا ہے کاش کہ زمانہ حال کی قومیں اس بات کو سمجھتیں اور خونریزی سے باز آتیں۔

سوئم۔ انسان کے اپنے دل میں صلح کی ضرورت تھی۔ گناہ کے سبب انسان کا



دل نہ فقط پیدا ہوا بلکہ اُس میں کسی طرح کی چین اور راحت باقی نہ رہی۔ لفظ εἰρήνη (آئیرینی) کے معنے فقط صلح کے نہیں بلکہ اُس کے معنے سلامتی اطمینان اور فراخی کے بھی ہیں۔ یسوع انسان کے لئے حقیقی راحت حقیقی اطمینان اور حقیقی فراخی لایا ہے۔ ہمارے اس دل غمخوار کو سبزہ زار چمن بنایا ہے۔

(۳) جن سے وہ راضی ہے؟۔

یہ تین کے ایسے ایک لفظ کا ترجمہ ہے جس پر مفسرین متفق الرائے نہیں ہیں۔ پس میں اس لفظ پر بہت کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا ہوں۔ بعض εἰρήνη ἐν ἀνθρώποις εὐδοκίας (آئیرینی ان انتھروپائیس یوڈوکیاس) کا ترجمہ کرتے ہیں "نیک خیال آدمیوں میں صلح"۔ یعنے زمین پر یسوع اُن کے لئے صلح لایا۔ جو نیک خیال یا نیک ارادہ رکھتے ہیں۔ اس ترجمہ میں آدمی پر زور دیا جاتا ہے۔ نیک خیال وہ جو صلح کو چاہتے ہیں پس فرشتے اپنے گیت میں بتاتے ہیں کہ مسیح زمین پر صلح لایا۔ مگر یہ صلح انہیں کے لئے ہے جو اُسے چاہتے ہیں۔ جن سے وہ راضی ہے۔ اگر یہ معنے لئے جائیں تو یہاں برگزیدگی کی تعلیم آتی ہے۔ مگر یہاں کے متن سے یہ معنے مشکل نکلتے ہیں۔

اب ہم گیت سے کیا سیکھتے ہیں؟

(۱) بالائی مکان ایک نہیں بلکہ بہت سے ہیں۔

(۲) ان میں سے سب سے اونچے مکانات ہمارے لئے ہیں۔ ہمارے واسطے مخصوص کئے ہوئے ہیں۔

(۳) گناہ کے سبب انسان کے گر جانے سے ان مکانوں میں کوئی بسنے والے نہ تھے۔ وہ خالی اور سنسان پڑے تھے۔ وہاں نہ خدا کا جلال اور تمجید نہ ہو سکتی تھی۔

(۴) مسیح کی پیدائش سے ان مکانوں کے آباد ہونے کا امکان ہوا۔ وہاں نجات یافتہ انسان سے خدا کا جلال اور تمجید ہوگی۔

(۵) اس مقصد سے مسیح زمین پر صلح لایا۔ خدا اور انسان میں انسان اور انسان میں اور انسان کے اپنے ہی دل میں۔

(۶) یہ صلح ان کے لئے ہے جو نیک خیال ہیں جو اُسے چاہتے ہیں۔

(۷) کیا ہم سب کو یہ صلح مل گئی۔ کیا ہم بھی فرشتوں کے ساتھ گا سکتے ہیں کہ بالا ترین میں خدا کی تمجید ہو اور زمین پر نیک خیال آدمیوں میں صلح۔ راقم

بی۔ بی۔ رائے

(سہارنپور)

خدا باپ سے بڑے دن کا تحفہ

"خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

ہم اپنے عزیزوں کو عمدہ عمدہ تحفے دیتے ہیں مگر خداوند رب الافواج نے ہمیں وہ تحفہ دیا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی جس کی روحانیت بنی نوع انسان سے بڑھ کر خدا باپ کا جلال ظاہر کرنے میں تھیا۔ اُس سے پہلے کوئی انسان خدا کا جلال ظاہر نہ کر سکا۔ دنیا اندھ گھور میں پھنسی ہوئی تھی۔ بت پرستی اور عناصر پرستی کا سمندر لہرے مار رہا تھا۔ خدائے قدوس کا پیار کہ اُس نے یسوع مسیح قدرت اور حکمت والا بڑے دن پر دے کر ہمیں ابدی تحفے سے محظوظ اور شاد کیا جس نے اُس تحفے کو قبول کیا ہمیشہ کی زندگی کا وارث بن گیا۔ دنیا کی تمام خوشیاں اُس کے سامنے ہیچ ہو گئیں اور زبان حال سے کہنے لگ گیا حق اللہ باطل ذات اللہ۔ یا اُس کے منہ سے نکلنے لگا۔ ہے بھی رام ہوسی بھی رام۔ درحقیقت یہی حقیقی خوشی ہے کہ دنیا سے منہ موڑ کر خدا باپ سے لَو لگائیں۔ جس نے اس بڑے دن کے تحفے کو قبول کیا وہ اشرف المخلوقات بن گیا۔ یسوع مسیح کے بغیر انسان ہوتا حیوان ہے۔ جو لوگ یسوع پر اعتراض کرتے ہیں وہ خدا پر اعتراض کرتے ہیں ایسا کرنا انسانوں کو واجب اور مناسب نہیں۔ چونکہ یسوع امن کا بانی اور اتفاق کا دوست بنی آدم کا بوجھ اٹھانے والا نور ابر بہاری جو شر وہلاک دور سے ہمارا خدا ہے۔ لوگ بکواس کرتے رہیں ہم اُس کے خداوند مانتے ہیں ذرا بھی شرمندہ نہیں ہیں اُس نے ہمیں خدا کا کلام بخشا یہ کلام مجسم سچا اور زندہ خدا ہے۔ یہ کلام دنیا کی مروجہ زبانوں میں چھپ چکا ہے۔ اپنے اپنے ہر ایک عزیز کو اس کی بھی خوشی دینی چاہئے۔

وید ویدبانی میں ہر شخص دیوتوں ہی کو راحت پہونچا سکتے ہیں۔ انسان اس سے راحت حاصل نہیں کر سکتے۔ دوسری زبان میں چار مطلب کھو دیتے ہیں۔ آریہ سماج وید کے پڑھنے پڑھانے کی ڈینگ مارتا ہے سادوں کے لئے محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ہندو دل میں جو کچھ ٹمٹماہٹ ہونے لگی ہے۔ یسوع مسیح کے طفیل ہے۔

قرآن عربی میں ہے لہذا ہر ایک انسان کو عربی میں ماہر ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے عربی سے الگ کر قرآن کی شیرینی جاتی رہے گی۔ قرآن کے دلدادوں کے لئے وہ کونسی بات ہے۔ جو پرانے عہدناموں میں نہیں۔

گرنتھ صاحب حرف پنجاب کے لئے محدود ہے۔ ہر ایک انسان کو یا تو پنجابی سیکھنی چاہئے یا وید منتروں کی طرح گرنتھ صاحب کی فضیلت ہی سے ہاتھ دھو بیٹھنے چاہئے۔

وید قرآن اور گرنتھ خاص خاص لوگوں کے لئے ہیں۔ انجیل ہر ایک زبان میں چھپ چکی ہے سب میں یکساں مطلب ہے۔ زبان کی شیرینی بھی قائم ہے۔ نہ شعر بندی کی ردیف ہی ٹوٹی ہے۔ پیارو! آؤ خداوند یسوع مسیح کے اس تحفے کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں پیش کریں۔ خدا ہم کو ایسا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مولچند مسیحی از لاہور

دھرم کا نشان

جنیو۔ چوٹی اور ٹیکا ہندوؤں کا دھرم کا نشان ہے جس سے ہندو معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر ان ہر سہ نشانوں سے ہمیں کوئی روحانی سبق نہیں ملتا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ گڈریا اپنی بھیڑوں کو پہچاننے کے لئے خاص رنگ کا نشان کر دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجامل کی بھیڑیں ہیں۔ ان ہر سہ نشانوں میں سے ٹیکا ایسا نشان ہے جو سجامل کے رنگ کا فائدہ دیتا ہے۔ مگر اس کا رواج کم ہوتا جاتا ہے۔ جنیو اور چوٹی کپڑوں میں چھپے رہتے ہیں نہ معلوم جنیو اور چوٹی کی کیا فلاسفی ہے۔

پانچ ککے سکھوں کی جسمانی حفاظت کے لئے تو کچھ فائدہ مند ہیں۔ مگر روحانی سبق ان سے کچھ نہیں ملتا۔

مسلمان لوگ ہلال کا نشان رکھنے سے تسلی کیا حاصل کرتے ہونگے؟

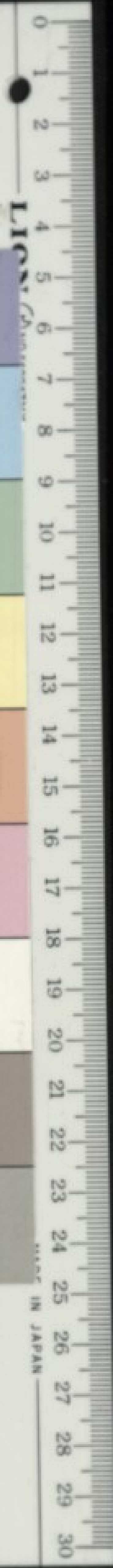
مجملاً ہندو مسلمان کی تمیز ضدین پر مبنی ہے جو ہندوؤں میں جائز وہ مسلمانوں میں ناجائز ہے۔ ہندو اگر گرستی ٹوپی اور دھوتی پہنتا ہے تو شرع ترکی ٹوپی اور تا بند کا فتوے دیتی ہے ہندوؤں کے کانسی پیتل کے برتن تو مسلمانوں کے تانبے چینی کے برتن ہیں۔ الغرض اجنبی بھی اگر فوراً پہچانے گا کہ ہندوستان میں یہ ہندو ہے اور یہ مسلمان ہے۔ عیسائیوں کو دونوں پر افسوس آتا ہے کہ اپنے تعصب سے دونوں ہی روحانیت سے محروم رہتے ہیں۔

عیسائیوں میں دھرم کا نشان صلیب ہے۔ جس کو عیسائی ہر وقت مدنظر رکھتے ہیں۔ اور خداوند یسوع کے قول پر صادق رہتے ہیں کہ اپنی اپنی صلیب اٹھاؤ اور "تاج حاصل کرو"۔ کمزور انسان کو صلیب مدنظر رکھنے سے یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کی مرضی بجا لائیں۔ اور شیطان کا مقابلہ کرتے رہیں۔ لمبا رُخ صلیب کا ہمیشہ آسمان کی طرف ہے۔ جو خدا کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتا۔ اور مخالف رُخ شیطان کے راہ کو دلالت کرتا ہے۔ جس سے بچنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ یہ نشان ہر ایک مذہب کے لئے ضروری ہے۔ جن قوموں نے صلیب کو اٹھایا وہ زندہ ہیں صلیب کے بغیر قومیں مردہ ہیں۔

ہم ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ اپنی اپنی صلیب اٹھا کر مسیح کی طرح زندہ رہیں۔ اگر جہنم کو پڑ کرنا ہے تو یہ غیر مسیحیوں کا اپنا اختیار ہے۔ ان کی مذہبی آزادی میں کون دخل دیسکتا ہے۔

آریہ سماج کا جلسہ

آریہ سماج کا جلسہ نومبر کے اخیر ہفتے میں ہو چکا لیکچر اخباروں میں چھپ چکے ہیں۔ ہر ایک لیکچر مختصر ستیارتھ پرکاش تھا۔ ستیارتھ پرکاش کے سوا آریہ سماج کے پاس ہے ہی کیا۔ جس کو پیش کریں یہ وہی ستیارتھ پرکاش جس کو امریکہ نواسی مہاشے نمائش پاناما میں بھیجنے سے روکتے ہیں اور ادھر جلسوں میں بطور میوے کے پیش کرتے ہیں۔ لیکچروں میں رام دیو بی۔ اے کا لیکچر ہنسی آمیز بھی تھا اور افسوسناک بھی آپ نے اگلے عیسائیت کو ویدک دھرم سے منسوب کیا اور نوح کے طوفان پر اپنی لیاقت خوب بگھاری جب آپ نے روئے زمین کو کرہ ارض تسلیم کیا اور نوح کی کشتی میں پرتھوی آدمی کے جوڑے داخل کرنے چاہے۔ قطبی ریچھ اور امریکہ کا چند گز چلنے والا جانور داخل کر مارا نوح کا طوفان خاص آبادی پر تھا کرہ ارض پر نہ تھا۔ پروفیسر صاحب لاہور کے کسی کالج کے پروفیسر ہوتے تو شاید یہ اعتراض کرتے یہی وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب کا پہلا شاگرد لاہور میں لیکچر کامیابی سے نہ دے سکا۔ ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند جی نے نوح کے طوفان پر اعتراض کیا ہوا ہے۔ جس کا مدلل جواب ستیارتھ پرکاش درپن میں پادری ٹھاکر داس صاحب سے دیا جا چکا ہے۔ ہر ایک ملاحظہ فرما سکتا ہے۔ اور لیکچر میں پروفیسر صاحب نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ پرانوں میں یہ طوفان نوح کے نام سے موسوم ہے جس کی کشتی نے مچھ سے سہارا لیا اور رگوید



ہیں یہ طوفان نوح کے نام سے مشہور ہے جس کو آریہ ہندو وسط ایشیا سے لائے۔ اپنے بزرگوں پر ہنسی اڑانا بھولی بھالی پبلک کو دھوکا دینا ہے۔ بزرگوں پر مذاق کرنا درست نہیں۔ بے شک پروفیسر صاحب بڑے برخوردار ہیں جن کے بزرگ منو اور نوح ہیں جن پر آپ نے ہنسی اڑائی۔ خوب! بہت خوب!!

موہن چند مسیحی از لاہور

شاہی آمد

لگا لو ہے شاہی آمد جسکو ہم کہتے ہیں بڑا دن
یں سب سے تو چھوٹا ہے پر سب سے بڑا دن۔

زمانہ سلف سے انبیا اور دیگر بندگان خدا نے اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کو اس بات سے بیدار کیا تھا کہ تم جو گناہوں اور تقصیروں کا روا روز بروز رکھتے جاتے ہو اس کا کفارہ کون دیگا۔ نفری تسلی کیلئے ایک مینڈھے کا ذبح کرنا ہو یا ہر پکل خلائق عامہ کا قصاص دینے والا ضرور ایک ایسا بڑا ہونا چاہئے۔ جو کہ کل دنیا کا کفارہ دیوے ہزاروں برس پیشتر ان انبیا نے پیشنگوئیاں اس امر لاحقہ اور کار فائقہ کے لئے کیں۔ اب اس ضروری امر کی تکمیل دیکھیے کس طرح ہوتی ہے۔ یسعیاہ کبھی تو اس کو یسی کے تنے کی کونپل بتلاتا ہے۔ اور کبھی بے زبان برّے کی تمثیل سے سمجھاتا ہے۔ اس کی شاہی آمد ہاں ہاں جس میں کہ شاہی اور گدائی کا نظارہ مخفی ہے ملائک کی خبر مسرت اثر میں ملفوف ہے براق نکہت جو کہ اس کی تقدیس اور جلال مصفا حالت کے نظارے کا سماں باندھتے ہیں۔ ذرا اس وقت دیکھیے کہ آفتاب نے دن بھر سیاحت کر کے شرق سے غرب تک کی منزل کی مسافت طے کی ہے۔ اور ابھی قریب ہے کہ عروس شام آپہنچے جگہ جگہ تاریکی میں خوش خرام تھی۔ اس کو شام یعنی کرسمس ایو کے نام سے پکارا جائے۔ اسی موقعہ کو شام کے طیور غنیمت سمجھ کر اپنے اپنے آشیانوں اور بلوں سے نکل رہے ہیں کہ اب موقعہ شکار کا ہے آئیے اور اپنی قسمت آزمائیے دیکھیے لوگوں نے اس شاہی آمد کے لئے نئے نئے بوٹ نئے نئے ڈریس اور سوٹ تیار کر رکھے ہیں۔ کہیں کیک شیک اور کیمل جیلیری دسترخوانوں پر دھرے میز پر سجے پڑے ہیں۔ خیر اس کا ذکر تو پھر آگے چلکر دیکھیے یہ تو ہوئی شام کی کارگذاری۔ اب سنیئے رات کی تیاری۔ ملائک نے بیابان سنسان میں کیا نور الٰہی کی تجلی کو سر دوا دکھانے کے لئے ہیں کس میٹھی آواز سے لوگوں کو مسخر کیا۔ یہ کون لوگ ہیں وہی لوگ جو کہ برّے کے رکھوالے بھیڑوں کے چرواہے۔ بیکس خبر گیری کو کام میں لاکے اپنی بھیڑوں کو دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کوئی بھیڑیا چپکے سے بھیڑوں پر نہ آ پڑے اور کسی کو اپنا شکار نہ بنائے۔ یہ اس ہی خیال میں مستغرق تھے کہ یہ ملائک کی فوج اپنا الٰہی جھنڈا بجاتی اور خوشی کے نعرے بلند کرتی اور شادمانی و خرمی کے شادیانے بجاتی اور براق لباس دکھاتی آن موجود ہوئی۔ گویا الٰہی یہ آن بان اور شان نہ ہماری دیدنی آنکھوں نے دیکھی اور نہ ہمارے ظاہری کانوں سے ایسی بات سننے میں آئی۔ فوراً جب کچھ ہوش حواس درست ہوئے۔ تو ان کو اس ہجوم ملائک نے گوش گذار کیا کہ فوراً آئے پاؤں ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جاؤ اور بیت اللحم میں ایک شاہی اور الٰہی ظہور کا نظارہ بہ عجز و انکسار ایک سرائے میں چرنی میں پڑا ہے جس کا علم بہت کم لوگوں پر ہے۔ وہی جو کہ موعود خدا اور ظہور اللہ اور ابن اللہ۔ عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہے اس کو جا کر دیکھو۔ تب ان اسباب کو جا کر دیکھتے ہیں اور وہی حال پاتے ہیں اس کے بعد مجوسی اور نجومی لوگ بھی اپنے ستارے کی رہبری پر اسی عجز و انکسار شاہی تولد کے مولود کا دیدار کرتے جاتے ہیں۔ اور وہیں چرنی میں رکھا ہوا پاکر اس کے سامنے بطور نذرانہ سونا لوبان اور مر پیش کرتے ہیں۔ وہی ہمارے گناہوں کا شافعی اور منجی ہے۔ اس کی آمد کے لئے کہیں تو ۲۴ دسمبر کی رات کو ۱۲ بجتے ہی نمازیں شروع ہوئی ہیں اور کہیں گانیوالی گروہ گھر گھر پھر کر لوگوں کو جگاتی ہے۔ کہ اے سونیوالو شاہی آمد ہوگئی اور تم بے دار اور ہوشیار رہو پکوان پکاؤ۔ سوئی میں چائے اڑاؤ ملائک کی خوشی میں تم بھی لجاؤ۔

راقم

این بی پروانہ۔ از لودھیانہ۔

تولید مقدس

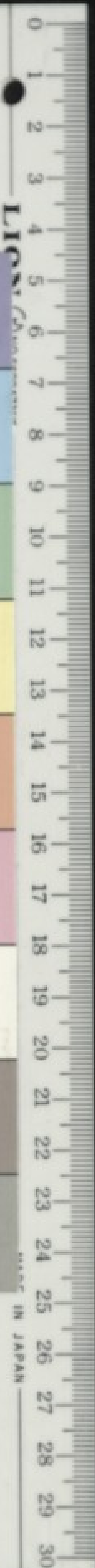
ہمارے خداوند مسیح کا ظہور

ایک صاف اور ستھرے مکان میں بیٹھا ہوا یوسف اپنی منگیتر مریم سے یوں گویا ہے۔ آج قیصر اگسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا ہے۔ کہ ساری دنیا کے لوگ اپنے اپنے شہروں میں جا کر نام لکھائیں۔ پس یہ لازم ہے کہ ہم بھی گلیل کے شہر ناصرت سے داؤد کے شہر بیت اللحم کو نام لکھانے کے واسطے جائیں۔ جو یہودیہ میں واقع ہے

کیونکہ ہم بھی داؤد کے گھرانے اور اولاد سے ہیں یہ رات بھر سفر کا سامان وغیرہ کرتے رہے تاکہ آرام سے بیت اللحم پہونچیں صبح ہوتے ہی اپنے منزل مقصود کی طرف چل پڑے۔ اور کچھ دنوں بعد وہاں پہونچ کر ایک سرائے میں گئے جہاں لوگ دور دور سے اپنے اپنے نام لکھانے کیواسطے آئے تھے۔ آدمیوں کا انبوہ کثیر تھا کہ اس میں ذرا سی بھی جگہ خالی نہیں رہی تھی۔ چونکہ یوسف اور مریم دور کا سفر کرکے شام کو پہونچے تھے۔ اس لئے جلدی میں وہ دوسری جگہ نہیں جا سکے۔ اور اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اُن کو تھوڑی ہی سی جگہ رات کاٹنے کو مل جائے جہاں آرام کریں۔ اس وقت مریم کو سخت تکان محسوس تھی۔ بس اُنہوں نے فیصلہ کرلیا کہ جہاں تھوڑی سی بھی جگہ ملجائے پڑ رہیئے۔ پس اُن کو چرنی میں تھوڑی سی جگہ ملی۔ جہاں بیچارے اسباب وغیرہ اُتار کر پڑ رہے۔

چونکہ ظلمتِ شب اپنا مہیب اور ڈرائونا پرتو روئے عالم پر جاتی جاتی ہے۔ ہر طرف خاموشی کا عالم طاری ہوتا جاتا ہے۔ باہر نکلتے ہوئے اوسان خطا ہوئے جاتے ہیں۔ زمین پاؤں سے نکلی جاتی ہے۔ خوف ودہر طاری ہے۔ اہل سرا مزے کی نیند کے خراٹے لگا رہے ہیں۔ مگر غریب یوسف اور مریم اس وقت عجب بے چینی میں ہیں۔

غالباً اس وقت بارہ کا عمل ہے۔ دور سے ہمیں جنگل میں چند آدمی نظر آتے ہیں۔ اوہو یہ گڈریے ہیں جو اپنے گلہ کی نگرانی اور حفاظت کر رہے ہیں اور اس میں گفتگو کر رہے ہیں کہ ہمیں ہوشیار رہنا چاہئیے۔ جبتک چاند پورے طور سے نہ نکل آئے ورنہ امکان ہے کہ کوئی ہمارے گلہ کو نقصان پہونچائیگا اور ہم کو خسارہ ہوگا۔ یہ انہیں باتوں میں تھے کہ ایک فرشتہ ان کے نزدیک آیا اور ایک عجیب شاندار نور اُن کے چوگرد چمکا جس نے انہیں سخت تحیر میں گرفتار کردیا۔ وہ اس کو دیکھ کر گھبرانے اور ڈرنے لگے مگر فرشتہ نے اُن سے کہا ڈرو نہیں بلکہ شادمان ہو کیونکہ میں خداوند کی طرف سے ایک بڑی خوشخبری سنانے آیا ہوں جو ساری اُمت کے ہوگی۔ آج داؤد کے شہر میں تمھارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے۔ وہ مسیح خداوند ہے۔ جس کا پتہ یہ ہے کہ تم ایک بچہ کو کپڑے میں لپٹا ہوا چرنی میں پاؤگے۔ اور یکایک فرشتہ کے ہمراہ آسمانی لشکر کا ایک گروہ خدا کی حمد وستائش کرتا اور یہہ کہتا ہوا ظاہر ہوا کہ عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔ اور زمین پر اُن آدمیوں سے جن سے وہ راضی ہے صلح ہو۔ اس آسمانی خوشی نے شتبانوں کو بھی ایسا خوش مسرور کردیا۔ کہ وہ فوراً یہ کہتے ہوئے۔ چاہیئے کہ او جو ہم سے خداوند نے کہا ہے چلکر دیکھیں۔ اور اس زندہ خوشی میں شریک ہوویں۔ پس یہ سرائے میں پہونچکر بچہ کو جیسا کہ خداوند نے فرمایا تھا۔ اسی حالت میں پاتے ہیں۔ اور نہایت ہی خوش ہوکر بچہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اہل سرائے تو اس بچہ کو معمولی بچہ خیال کرتے تھے۔ مگر جب شتبانوں نے آکر اُسے سجدہ کیا تو وہ سوچنے لگے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ جنگل میں اپنے مال وغیرہ کو چھوڑکر اس بچہ کو دیکھنے اور سجدہ کرنے کو آئے ہیں۔ وہ یہی سوچتے تھے کہ مجوسی بھی پورب سے ایک ستارے کی رہنمائی سے اپنی منزل مقصود پر آگئے۔ اور بچہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے اپنی اپنی جھولیاں کھولکر قیمتی اشیاء اس بیت اللحم کے بچہ کے سامنے رکھدیں اور سونا اور لوبان اور مُر اُن کی نذرگذرانا جیسا کہ بادشاہوں کی نذرگذرانا جاتا تھا۔ اب تو اہل سرائے اور بھی حیرت میں اسیر ہوئے۔ ان شتبانوں کے ساتھ جو جنگل سے بچہ کو دیکھنے آئے تھے۔ ایک لڑکی بھی اس بیت اللحم کے شہزادہ کو دیکھنے آئی تھی جبکہ اُس نے دیکھا کہ مجوسی بہت بہت قیمتی اشیاء بچہ کے آگے رکھ رہے ہیں اور عمدہ عمدہ چیزیں اس کی نذر کرتے ہیں۔ لڑکی کے دل میں عجیب قدرتی جوش اُبلتا ہے۔ اور وہ نہایت حیرانی اور پریشانی میں اپنے کو پاتی ہے۔ ہزار ضبط پر بھی اس سے رہا نہیں گیا اور وہاں سے اٹھکر باہر آئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی اور میں کیسی کمبخت ہوں کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں جو اس بیت لحم کے بچہ کی نذر گذرانوں کاش میں آج کے دن کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئی ہوتی انہیں خیالوں میں وہ سنبھالتے سنبھالتے رو پڑی۔ اور مایوسانہ حالت میں اپنے گھر کی طرف چل دی وہاں پہونچکر وہ عجیب بے قرار ہوکر رونے لگی۔ اور کہنے لگی کاش میرے پاس بھی روپیہ ہوتا جس سے میں بھی چرنی کے بچہ کے واسطے نہایت عمدہ اور بیش قیمت چیزیں دے دیتی۔ اور اُن کی نذرگذرانتی۔ مگر جبکہ میں اس خوشی میں شریک نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ میرے پاس دام ہی نہیں ہے۔ چونکہ چاند نکل آیا تھا اس لئے وہ ہر ایک چیز کو بڑی صفائی سے دیکھ سکتی تھی روتے روتے جو اُس نے آنکھیں کھولیں تو اُس نے زمین سفید گلاب کے پھولوں سے بھری ہوئی پائی اور اُس نے اُن پھولوں میں سے ایک آواز سُنی جو بُلاتی تھی اور کہتی تھی کہ اٹھ اور پھولوں کو جمع کرکے اور چرنی کے بچہ کی نذر گذران۔ پس وہ فرحاں اور شاداں اٹھی اور پھولوں کو جمع کرکے اُس سرائے میں پھر پہونچی جہاں بچہ تھا۔ اور محبت بھرے دل سے یہ تحفہ اُس نے بچہ کی نذرگذرانا اور نہایت ہی خوش تھی کہ خدا نے اسے بھی اس خوشی میں شریک کرلیا۔ بچہ قیمتی اور بیش بہا نذروں کی طرف سے پھرا۔



اور ان پھولوں کی طرف جھک پڑا جن کو وہ لڑکی بڑے اشتیاق اور محبت سے لائی تھی۔ بچے نے اُن میں سے ایک اپنے ہاتھ میں بھی اُٹھالیا۔ ہا اس وقت لڑکی کی خوشی کا کون اندازہ کرے کہ کیا کیا اُس کے دل میں پیارے اور خوش کن خیالات جو موجزن ہیں۔ اور بچہ کو اپنے پھولوں کی طرف مائل دیکھکر فخر میں تن آئی جاتی تھی، اور دل میں کہتی تھی خداوند نے مجھ غریب کی بھی نذر قبول کرلی۔

مجوسی تو دولتمند تھے۔ وہ مقدور کے موافق تحفہ اور نذریں خداوند کے لئے لائے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ کیا ہمارے پاس کافی دولت ہے جس سے خداوند کیلئے نذر خرید سکیں۔ گو کہ ہم غریب ہیں اور تحفہ اور نذریں نہیں لا سکتے۔ مگر جیسا کہ اس لڑکی نے کیا ہم بھی ویسا ہی کریں تو خداوند ہم سے نہایت خوش ہوگا آج موقعہ ہے کہ ہم اپنے خداوند کو خوش کریں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے دل اُسے دیدیں۔ اور چھوٹی لڑکی کی طرح خیالات میں چھوٹے بنیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ضرور خداوند ہماری طرف پھریگا۔ اور ہمیں گود میں اُٹھا لیگا اور نجات دیگا۔ کاش ہم سب نیک اور سچے دل سے اُسے اپنا دل دیں تاکہ وہ ہماری رہنمائی کرے اور ہم کو بچا دے۔

رسا اب تجھے خوف شیطاں کا کیا ڈر
ترا رہنما آج پیدا ہوا ہے

راقم

الائس داس رسا بریلوی

دُعا

لوقا باب اوّل۔ آیات ۱۳-۱۷

۱۔ جن دعاؤں کا جواب نہ ملے وہ لازمی امر نہیں کہ رد کی گئی ہوں۔ ذکریا نے بارہا دعا کی۔ لیکن جواب نہ ملا۔ اور اب تو بڑھاپے کے سبب دعا کرنا چھوڑ دیا ہوگا۔ لیکن جب فرشتہ نمودار ہوتا ہے پہلا کلام اولاد کی خوشخبری ہے۔ اُس کی پہلی دعائیں فراموش نہیں ہوگئی تھیں۔

سفارشی دعا رائگاں نہیں جاتی جو فطری پیدائش کا وقت جانتا ہے وہ روحانی پیدائش کا وقت بھی بخوبی جانتا ہے۔ پس ہم نت دعا مانگیں۔

(۲) اور کوئی اولاد ایسی خوشی نہیں بخشتی جیسے وہ بچے جو فضل کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی قسم کا بچہ ذکریا کی خوشی کا باعث ہوا۔ آؤ ہم یہی برکت اپنے بچوں کے لئے مانگیں۔

یہ برکت خوبصورتی۔ دولت۔ عزت۔ مرتبہ۔ اور ناموری سے بڑھکر ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ ہماری مصیبت اور غم کا باعث ہونگے۔ امثال ۱:۱۰

ہم اپنی دعاؤں میں یہ برکت مانگنا (اپنی اولاد کے لئے) بھول نہ جائیں۔

(۳) اصل بڑائی کیا ہے۔ "وہ خداوند کے سامنے بڑا ہوگا"

دنیا کے درمیان غربا اور شہزادے۔ رئیس۔ فاتح۔ لیڈر۔ مدبر۔ فیلسوف۔ ماہران فنون اور مصنف پائے جاتے ہیں۔ لیکن فرشتے اس بڑائی کو بڑائی نہیں گنتے۔ اُن کے نزدیک بڑے وہ جو خداوند کے لئے بڑے کام آتے ہیں۔ قیامت کے دن جو انسان کی حالت ہوگی وہی اُس کی چھٹائی اور بڑائی کا پیمانہ ہے۔

آؤ ہم اس بڑائی کے متلاشی ہوں۔ اور یہ بڑائی ہم کو مل سکتی ہے۔ یہ دوستوں اور دولت اور سرپرستی اور قوت پر منحصر نہیں۔ خدا کی بخشش ہے۔

(۴) دیکھو بچے کبھی ایسے چھوٹے نہیں کہ خدا کا فضل نہ پا سکیں۔ یہ کہنا کہ بچے بسبب عمر کی چھٹائی کے یہ برکت پا نہیں سکتے محض غلطی ہے خدا کے کام جن سے وہ بچوں کو برکت دیتا پر راز ہیں۔ اس روشنی میں بچوں کے بپتسمہ پر غور کرنا چاہیئے۔ کیوں بچے اُس کی کلیسیا میں بپتسمہ پاکر شامل نہ ہوں۔

بچوں کی تربیت میں یہ بات یاد رہے جب پیٹ میں وہ روح القدس سے معمور ہو سکتے ہیں تو بچپن میں اُن کی تربیت دینی باتوں میں کیوں نہ ہو۔ یاد رہے کہ جو دل گناہ کے آنے کے لئے چھوٹا نہیں۔ وہ فضل پانے کے لئے بھی تنگ نہیں ہے

(۵) بچے خادموں کی خاصیت کیا ہے۔ وہ وہ ہیں جو دلوں کو پھیرتے جہالت سے علم کی طرف۔ گناہ سے خدا کی طرف بے ایمانی سے ایمان کی طرف۔ دو باتیں غور طلب ہیں۔ وہ خداوند کے آگے آگے چلتے۔ ایسے خادموں کے لئے دعا کریں۔ وہ دولت سے بڑھکر ہیں۔ ان کے بغیر کلیسیا زندہ نہیں رہ سکتی۔ (مسیحی تجلی)

اشتہار

اطلاع دی جاتی ہے کہ

"انجمن عالم تلاوت کنندگان بائبل"

کی فہرستیں بابت ۱۹۱۵ء تیار ہیں۔ یہ فہرستیں فارسی اُردو زبان میں ہیں۔ جن کی قیمت کل ار فی فہرست تمام سال کے لئے ہے۔

المشتہر (مس) این دائیلی۔
مشن کمپونڈ۔ لودیانہ (پنجاب)

شعر و سخن

نظم در جشن کرسمس ڈے

مچی ہے دھوم یہ کیسی جہاں میں ہر جا۔
کہ ہر جگہ پہ ہے عیش و نشاط کا چرچا
بجائے خانۂ حزن و ملال و درد و الم
بنی ہے قصرِ سرور و سرورِ دیدہ دنیا
خوشی سے چین بجاتے ہیں بلبلِ امن و اماں
سوائے فرحت و راحت کو شوق ڈھونگ کا
بصد مسرت و فرحت خود آج رعنائی
بجا رہی ہے نزاکت سے چنگِ عشرت زا
فلک سے آمدِ شاہِ جہاں ہے عالم میں۔
بجا ہے گر ہے مسرت کا اس قدر چرچا
دل و خروش سے لاتے ہیں یہ نوید نشاط۔
فرشتگانِ مقرب بسطحِ ارض و سما
فلک پہ حمد و ثنا ہو کریم مطلق کی۔
جہاں میں صلح ہو پیدا سلامتی برپا
برائے مخلصی عاصیانِ نا امید
یہ بیت اللحم میں ہوئی ہے ولادتِ عیسےٰ۔
گناہگاروں کی خاطر مسیح والا نے۔
عوض حضور کے پستی کو اختیار کیا
کجا وہ تختِ درخشاں، الا کجا چرنی
بجا محبت خدا ہے اس سے بڑھ کر کیا
رہا اسیری شیطاں سے عاصیو ہو تم۔
بس اب ہو نا گرفتارِ معصیت اصلا
شفیعِ روزِ جزا ہے یہی عجیب مشیر۔
شہِ زمین و مکان ایلفا و او میگا
اسی کے فیض سے یعنی نجاتِ انساں ہے۔
وہی بشر کو پہناتا ہے مغفرت کی قبا۔
وہی سکھاتا ہے حسنِ معاشرت ہم کو
اُسی نے دیا راہ حق کا ہم کو ٹھیک پتا
خوشی سے تمرؔ و لغنیؔ سے آج آ کہنا
کہ محو دل سے ہیں اس کے مصائبِ دنیا

الراقم:۔ احقر بکاون سنگھ دلغنی
از لکھنؤ۔

آہی مولود

از قلم این پی پروانہ ۔ از بروبانہ۔

مسیح مردِ جہاں کو آشکارہ ہو گیا۔
منتظر جس کے تھے ہم اس کا نظارہ ہو گیا
کشتی ہماری غرق تھی بحرِ گناہ میں زیست کی
ڈوبتے کو گویا تنکے کا سہارا ہو گیا
اس نے جب عصیاں کے بدلے نہ بہا چاہا تب
جان دینا اس کو فدیہ میں گوارا ہو گیا۔
وہ مسیح جس کی نبیوں نے خبر دی تھی ہیں
مولود وہی چرنی میں شانی ہمارا ہو گیا

غزل

(از قلم آر جاکم رائے تمر از جیوم)

موت سے پہلے کسی کے عشق میں مرنا پڑا
جو کہا روحِ خدا نے وہ ہمیں کرنا پڑا
جب نہ ہوئی تسکین کسی صورت دلِ مضطر کی
دوش پر رکھ کر صلیب اپنے ہمیں چلنا پڑا
سخت مشکل ہے بسر کرنی مسیحی زندگی۔
عمر بھر ابلیس کی افواج سے لڑنا پڑا
تھی غرض ہم کو ملا دیں وہ خدا سے پاک سے
ہم گنہگاروں کی خاطر سے انہیں مرنا پڑا
عاقبت کے واسطے تو دل گیا آخر چھن
عشق کی آتش میں ہم کو یہاں جلنا پڑا
لے کے کیا آیا تھا اپنے ساتھ کیا لیکے گیا
چھوڑ کر محمود کو دنیا سے جو چلنا پڑا
اے تمرؔ کر حضرت عیسےٰ کی دل سے پیروی۔
تیری خاطر سے صلیبی دکھ اسے سہنا پڑا۔

غزل

سکہ جما ہے دل پہ مرے حسنِ یار کا
دیوانہ ہوں میں ناز و ادائے نگار کا۔
اس ظاہری طہارت و تقوے سے کیا حصول
باطن میں خوف چاہیے پروردگار کا۔
فکرِ نجات کیوں نہ کریں کیوں شتاب ہم۔
کیا اعتبار ہستیٔ ناپائدار کا۔
عالم میں پھونک پھونک کے رکھنا ذرا قدم
ہر ذرہ نوکِ خار ہے اس خارزار کا
کیا فائدہ زمانہ کو حاصل کرے بشر
رکھتے خیال پر نہ دلِ بے قرار کا۔
آساں شتر کا روزنِ سوزن سے ہو گذر
اس سے کہ دخل خلد میں ہو مالدار کا۔
تنبیہ کر اسے جو نصیحت پذیر ہو۔
ہو مونس و شفیق سدا ہر دیار کا
یورپ کی جنگ دیکھیے لاتی ہے رنگ کیا
روزانہ خون ہوتا ہے جب بے شمار کا
ہنگامۂ زمانہ سے گھبرا نہ دلغنی
وقفہ ہے اس فساد کو برقِ شرار کا۔

لغنی



ترجیع بند

حالات زمانہ

دعاؤ التماس بجناب باری

بتقریب مولود مقدس

عالم میں بپا ہے شور محشر　　آمد ہے جہاں میں ابن داور
جرمن سے اٹھا ہے اک بگولا　　جس نے ہے کیا جہاں کو ابتر
آرام جہاں سے اٹھ گیا ہے　　ہر جان ہے مضطرب و مضطر
کیا جان کے پڑ گئے ہیں لالے　　بیچینی ہے آج کیسی گھر گھر
ہر شے سے ہے رنج و غم ہویدا　　یہ کیا پڑا ہے قہر آ کر
جس نے ہے جہانکو رنج میں ڈالا　　ولیم ہے وہ جرمنی کا قیصر
کب ہونگے نصیب چین کے دن　　ہر روز ہے حال بد سے بدتر

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

کافور ہوا جہاں سے آرام　　ہیں رنج و محن کے جا بجا ہنگام
تاریکی جہاں میں چھا گئی ہے　　دوپہر کا وقت ہو گیا شام
کیوں ہو گئے خوں سفید سب کے　　اُلفت کا کہیں رہا نہیں نام
یورپ میں موئے ہیں لاکھوں کٹ کے　　دیکھے نہ سُنے تھے ایسے ایام
ہے آہ و بکا کا شور ہر سو　　جرمن کا الٰہی ہو بد انجام
لاکھوں ہی یتیم کر دئے ہیں　　بیواؤں زاری خون آشام
بیچین کیا جہاں کو جس نے　　جرمن ہو الٰہی جلد ناکام

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

آفت ہو جہاں پہ کیسی آئی　　ہر ملک پہ آ گئی تباہی
جرمن کا ہے بادشاہ ڈاکو　　عیسائی نہیں وہ ہے قصائی
ظالم ہے حریص اور جابر　　کی جس نے فرانس پر چڑھائی
خواہش ہے بنے جہانکا فاتح　　آخر کو ملے گی روسیاہی
ہے جی میں بنے نپولین وہ　　ہو خاتمہ جلد اُسکا سا ہی
جا ہو گی جلد سینٹ ہلینا　　جس قید میں تھے جا گئے الٰہی
اُمید خدا سے ہے ہمیں یہ　　ظالم کی کبھی نہ ہو بھلائی

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

ایسی مچی جہاں پہ آفت　　گویا کہ ہے آ گئی قیامت
آرام آڑ لے چین عنقا　　ہے خواب و خیال نام راحت
نہ شان و گمان تھا کسیکو　　اک آن میں آ گئی ہے شامت
ہے رنج و الم جہاں میں ہر سو　　دنیا سے ہوا ہوئی ہے فرحت
کھانے کو نہیں نہ پہننے کو　　ہر جان پہ ہے پڑی مصیبت
کرتے ہیں یتیم آہ و نالہ　　بیواؤں پہ ہے برستی حسرت
کر اب رحم تو میرے الٰہی　　اب دور تو کر دے ساری کلفت

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

ہے حال عجیب اب ہمارا　　ہے قابل دید یہ نظارا
آہ کیسا پڑا ہے وقت اگر　　اس جنگ جدل نے سبکو مارا
ہے بانی مصیبتوں کا قیصر　　ولیم کو لگے کہیں دوگاڑا
وہ اُجڑے الٰہی ایکدم میں　　جس نے ہے جہانکو اُجاڑا
ہوں رنج و الم اُسیکا حصہ　　راحت کا شجر جو ہے اکھاڑا
مالک ہو فتح کا شاہ جارج　　عالم کو جو آج ہے سہارا
رحمت ہو جہانپہ یا الٰہی　　دے چین ہمیں تو ہی دوبارہ

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

کرتا ہے صلح کی جو حقارت　　کر اُس کو الٰہی جلد غارت
دشمن ہے اُٹھا پکڑ کے تلوار　　کر بندوں کی اپنے تو حفاظت
دے زور تو توڑ آج اُن کا　　کرتے ہیں شریر جو شرارت
بے وجہ جو ہیں لڑائی کرتے　　آج اُن کے نصیب ہو ندامت
مالک ہو فتح کا شاہ انگلنڈ　　کرتا ہے غریب ہو تکی حمایت
حافظ ہو تیرا اے جارج پنجم　　قائم وہ رکھیگا تیری عزت
دایم رکھے تیری شاہی وہ　　ہے ارض و سما پہ اُسکی قدرت

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

آمد ہے تیری مسیح جہاں میں　　ہے شور مچا زمین و سما میں
کہتے ہیں کہ آگیا ہے دولہا　　ظاہر ہیں نشان آسماں میں
خنجر کو لگی ہیں سخت پیریں　　بیچین ہیں مرغ آشیاں میں
آ جلد تو اے مسیح خداوند　　دے تازگی موسم خزاں میں
مرجھائے ہوئے ہیں سارے گلبرگ　　ہے مردنی چھائی گلستاں میں
دے تاب و تواں تو عاجزوں کو　　طاقت نہیں جان ناتواں میں
آ میرے مسیحا جلد آجا　　واعظ کی تو آئے جان جاں میں

آں بہ کہ زصبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم

غزل کرسمس ڈے

فروہ یہ ہم نے اک سنا ہے آج　　پیدا عیسیٰ کہیں ہوا ہے آج
مرحبا چرخ سے سنا ہے آج　　رنگ کیسا مرا جما ہے آج
جس چمن میں خزاں نہیں آتی　　اس گلشن کا گل کھلا ہے آج
تیری رحمت کا یہ ظہور ہوا　　راز سربستہ کھل گیا ہے آج
گل مقصود سے بھرو دامن　　گلشن عیسوی کھلا ہے آج
دل کو میرے قرار آیا ہے　　نام عیسیٰ جو سن لیا ہے آج
در عیسیٰ پہ ہم نکالیں گے　　دل میں ارمان جو بھرا ہے آج
ہے عجب کارخانۂ دنیا　　کل جو تھا شاہ وہ گدا ہے آج
کفر پھیلا ہوا تھا چار و طرف　　اے قمرؔ وہ بھی چل بسا ہے آج

قطعہ تاریخ نور افشان

عجب اخبار ہے یہ نور افشاں　　کہ منصب جسکا ہے قومی رفاقت
اڈیٹر کی لکھوں میں خوبیاں کیا　　کہ ہیں وہ مخزن علم و فراست
اڈیٹر نے دی وہ ترتیب اسکو　　رہی جس سے نہ کچھ پڑھنے میں دقت
مضامیں ہیں وہ ہوتے ہیں جو شائع　　کہ جنپر لوٹ ہیں اہل بلاغت
فلک پہ ہے یہ درخشاں مثل کوکب　　چمن میں غنچۂ علم و فصاحت
پئے تاریخ کی جب فکر کامل　　ہوئی یوں غیب سے مجھکو بشارت
رسالکھ بے تکلف اور نہ کر دیر　　ہے نور افشاں چراغ علم و رفعت

۱۸۷۲　(رسالہ عیسوی)

لاونی

پاک مولود

رخ عیسیٰ کا مجھکو دیہیان   ہوا روشن ہاوایمان
مسیحا ہے شاہ لولاک   ہے جسکے ذریعہ افلاک
مقدس ہے وسلم ہے پاک   مخالف کی آنکھوں میں خاک

دوہا۔ خالق نے پیدا کیا پہلے دن تھا نور
یہہ سب کچھ بعد بنایا بائبل میں مذکور
فرشتے ہیں اُسپہ قربان۔ ہوا روشن ہاوایمان

ازل میں کی حق نے یہ کام   کہ بخشوں خلقت کو انعام
خدانے چاہی جب یہ بات   گنہگاروں کی ہو نجات
کہا یسوع سے ارشادات   کرو ظاہر تم میری ذات

دوہا۔ مریم پر ظاہر ہوا حضرت جبرائیل
نش کلنک اب ہوگا کہتی تھی انجیل
نجومی رکھتے تھے دہیان۔ ہوا روشن ہاوایمان

وقت جب شام کا آیا   انہوں نے بیت لحم پایا
وہ یوسف مریم بھی آئی   سرا میں جگہ نہیں پائی
تب اک چرنی سی نظر آئی   وہیں پہ مریم ٹھہرائی

دوہا۔ جنگل میں منگل ہوا چمکا تھا اک نور
آج مسیح پیدا ہوا رنج ہوا سب دور
فرشتوں نے گائی تب شان۔ ہوا روشن ہاوایمان

پہر ہے یا تو تقصیر   سراپا رحمت کی تصویر
نہیں اسمیں کچھ تحقیر   عبث کیوں ہو تا مگل دلگیر
الٰہی کامل تھی تدبیر   مٹائی جاوے سب تقصیر

دوہا۔ ابر ظلمت ہٹ گیا اب نور کا رتبہ ہوا
ہو گیا موقوف تھا جو قہر رب اکبر کا ہوا
عزیزو خوشی کرو اس آن
ہوا روشن ہاوایمان

خادم ایم سی نیوٹن۔
گل۔ دہرہ دون

غزل

نظیر حسین عیسائی المتخلص مشتاق نقیبا لونکل سنزی سہارنپور
سابق سیکنڈ مولوی کرسچن ہائی سکول فرخ آباد

تخت پر داؤد کا بیٹا سلیماں دیکھلو
آج چرنی میں پڑا ہے ابن یزداں دیکھلو

دیکھنا ہی ہے تو خود آکر بچشم ابراہم
یوسف و مریم کا خورشید درخشاں دیکھلو

کفر کے آئیں مٹے روشن زمانہ ہوگیا
بھاگتی پھرتی ہے ساری فوج شیطاں دیکھلو

ہیچ کثرت نے کھینچا روئے وحدت سے نقاب
عاشقان عیسوی رخسار جاناں دیکھلو

باغ ہستی میں ہوائے جرم سے آزار دو
گلشن فردوس کا سیر خراماں دیکھلو

ابن آدم ابن داؤد ابن مریم ابن حق
آگیا دنیا میں وہ مہر درخشاں دیکھلو

پھول سے پتی سے بیلوں سے نظر کے سامنے
بن گیا ہے چرچ جنت کا گلستاں دیکھلو

پیشوائی کے لئے شہزادہ نوزاد کے
نوجوانوں کیا سجی ہے فوج طفلاں دیکھلو

گا لے گورے بزم میں بیٹھے ہیں ملکر ایک ساتھ
مل گیا ہے آدستاں سے پرستاں دیکھلو

گیت گاتے ہیں بجاتے ہیں مسیحی آرگن
جمع ہیں کیا کیا خوشی کے ساز وسامان دیکھلو

کیا صفائی سے پڑھی مشتاق یہ تمنے غزل
آئینہ کی شکل سب بیٹھے ہیں حیراں دیکھلو

غزل مبارکبادی عید ولادت

از تصنیف زیڈ اے امرل۔ خار

مجوسی صف بستہ گاتے آتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
شہادت علینی میں چھپاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
ستارہ دیکھا طلسماتی شعاع نورانی پیشوا تھی
نشان گویائی ودماتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
جہاں کا خالق ہمارا سید ہوا ہے دیکھو جہاں میں پیدا
زیارت اُسکی کو ہم ہیں جاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
ہوا ہے اپنا نصیب یاور زمیں پہ آیا ہے ماہ انور
کرشمہ کیا کیا ظہور آتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
ہو شعاع کرتے ملائک آتے پیام شاہی ہیں کیا سناتے
بچھاتے سبزہ ہیں لہلہاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
گڈریوں پہ آشکارا کرتے پتہ بتاتے نشاں جتاتے
خوشی میں ستارہ گانا گاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
فلک پہ تعریف ہو خدا کی صلح زمیں پہ رضا خلق کی
جلال شاہی چھپاتے جاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
پھرے ہیں مخمور کس کی خوبیں پسر زینہ کی جستجو میں
زمیں پہ آنکھیں بچھاتے جاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
جگہ مقدس بتاتے خالی کر بیت اللحم ستان عالی
پڑا ہے چرنی میں شاہ بتاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
غریب بچہ جہاں میں آیا رحیم و بخشش نجات لایا
شفاعت جس سے گناہ کی ہٹتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
پسر سے مریم کو تازگی ہے خوشی میں چہرہ پہ شادگی ہے
فخر سے شیخو کو بالگاتے ستارہ پورب میں ہم نے دیکھا
خلایق سجدہ میں نذریں لاتے خوشی ہیں پھولے نہیں سماتے
نثار ہو ہو نذر چڑھاتے ستارہ پورب میں ہم نے دیکھا
سونا لوبان ومر نذر ہے ہماری طاقت ہے جسقدر ہے
قبول کیجے ہیں سر جھکاتے ستارہ پورب میں ہم نے دیکھا
مبارک ہو یہ تمہیں کرسمس ولادت عیسیٰ اے ہپی کرسمس
جواب شادی شیم پاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا
یہی دعا ہے کہ ابن مریم رہے سلامت ہمیشہ قائم
یہود ناحق ہیں خار کھاتے ستارہ پورب میں ہمنے دیکھا

زیڈ۔ اے۔ امرل۔ خار
سرکاری شفاخانہ ریواڑی

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دائی بردہ چھپا۔